بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

تمام ملک میں بڑے رنج واندوہ کے ساتھ سُنا گیا کہ جناب رفیع احمد صاحب قدوائی نے اچانک ۲۴؍اکتوبر کی شام کو نئی دہلی میں وفات پائی۔ بڑے آدمی۔ عام آدمیوں بلکہ ہر ذی حیات کی طرح پیدا بھی ہوتے ہیں اور مرتے بھی ہیں اور ان کا ماتم بھی کیا جاتا ہے۔ لیکن قدوائی صاحب کا مرنا ملک کے ہر طبقہ اور ہر گروہ میں۔ مردوں اور عورتوں کو۔ بوڑھوں اور جوانوں کو ایسا محسوس ہوا کہ گویا ان کا کوئی قریبی اور بہت ہی عزیز رشتہ دار ان سے باتیں کرتے کرتے اچانک ان سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گیا ہے اور اب وہ پھر کبھی ان کو نہیں ملے گا سبب یہ ہے کہ مرحوم اپنے دل و دماغ کی غیر معمولی صلاحیتوں کی وجہ سے جتنے ایک بڑے انسان تھے اپنے حد درجہ خلوص، مسلسل خدمت اور بے لوث حبِ وطن کے باعث اتنے ہی ہر دلعزیز بھی تھے۔ وہ جس طرح جنگِ آزادی کے میدان کے بہادر سپاہی تھے، اسی طرح ایک بیدار مغز اور مدبر حکمراں بھی تھے دونوں حالتوں میں ان کے ہر عمل کا محرک ان کا جذبۂ خدمت ملک و قوم تھا وہ جس طرح ایک بہادر سپاہی کی حیثیت سے اپنے ذاتی عیش و آرام کے خیال سے کوسوں دور رہے، اسی طرح وزارت پر فائز ہونے کے بعد وہ راحت و تن آسانی کے تصور سے ناآشنا و بیگانہ تھے ان کی زندگی سر تا سر عمل اور حرکت تھی بولتے کم تھے اور کام زیادہ کرتے تھے۔ صاف دماغی اور بے تعصبی کے ساتھ ہر مسئلہ پر غور کرتے تھے اور آخر جب کسی نتیجہ پر پہنچ جاتے تھے تو عمل کی اپنی پوری طاقتوں اور صلاحیتوں کے ساتھ اسے کر ڈالنے پر تل جاتے تھے۔ ملک کے سب سے پیچیدہ مسئلہ خوراک کو انھوں نے جس کامیابی کے ساتھ حل کر دیا وہ اس ملک کی تاریخ مابعد آزادی میں یادگار رہے گا۔ اس کارنامہ کو دیکھ کر سیاسیات و اقتصادیات کے ہر طالب علم کو محسوس کرنا چاہئے کہ کسی ملک کی بڑی سے بڑی گتھی کو سلجھانے کے لئے افلاطون و ارسطو کی عقل اتنی درکار نہیں جتنی کہ قدوائی کا خلوص، بے غرضی، دیانت جدوجہد اور حوصلہ مندی ہے۔

ایک انسان کا کیرکٹر اور اس کی اخلاقی عظمت حقیقۃً اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب کہ وہ اپنے حریفوں اور دشمنوں کے ساتھ کوئی معاملہ کرتا ہے ورنہ دوست کے ساتھ لطف وکرم کا برتاؤ تو ہر شخص کرتا ہی ہے قدوائی صاحب کی سیرت وشخصیت کو جب اس معیار پر پرکھا جاتا ہے تو صاف نظر آتا ہے کہ وہ بے شبہ غیر معمولی حوصلہ وظرف کے انسان تھے۔ ان کی حیاتِ سیاسی کا ہر لمحہ جنگ وپیکار میں بسر ہوا۔ لیکن اقتدار حاصل ہونے کے بعد وہ اپنے کسی دشمن سے انتقام تو کیا لیتے اپنے اثر واقتدار سے وہ اس کو جو فائدہ پہنچا سکتے تھے انھوں نے اس میں کبھی کوئی دریغ نہیں کیا۔ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جو اپنی زندگی میں اپنے چاروں طرف مخالفتوں اور نکتہ چینیوں کا ہجوم رکھتے ہیں۔ لیکن جوں ہی ان کی روح قفسِ عنصری سے آزاد ہوتی ہے ان کے بڑے سے بڑے دشمنوں کی بھی آنکھیں بے ساختہ نم ناک واشک فشاں ہوجاتی ہیں۔ قدوائی مرحوم دراصل اسی قسم کے لوگوں میں سے تھے۔ ۱۹۴۷ء میں مہینوں تک ان کا مکان مسلمان پناہ گزینوں کا ایک اچھا خاصہ کیمپ بنا رہا جہاں ڈیڑھ سو دو سو آدمی روزانہ دونوں وقت ان کے دسترخوان پر ہوتے تھے اور علاوہ کھانے کے دوسری اشیاءِ ضروریہ بھی پاتے تھے ان میں خاصی تعداد ان لوگوں کی بھی ہوتی تھی جو چند روز پہلے تک مرحوم کے شدید ترین نکتہ چینیوں اور سخت مخالفوں میں سے تھے لیکن کیا مجال کہ مرحوم کی روش یا ان کے طرز معاملہ سے کہیں کسی جگہ بھی موافق ومخالف، اور دوست دشمن کا فرق محسوس ہوسکے۔

اس میں شبہ نہیں کہ قدوائی صاحب کا واقعۂ مرگِ ناگہانی ملک کے لئے ایک بڑا المناک اور ناقابلِ تلافی حادثہ ہے۔ لیکن اگر دنیا کا ہر حادثہ اس لئے ہوتا ہے کہ لوگ اس سے عبرت ونصیحت حاصل کریں تو اس حادثۂ غم فزا سے ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کو عبرت پذیر ہونا چاہیے۔

ہندوؤں کو محسوس کرنا چاہیے کہ۔ وطن دوستی۔ قوم پروری۔ اور خدمتِ ملک کسی خاص فرقہ یا مذہب کا اجارہ نہیں ہے۔ اور نہ وہ کسی ایک گروہ یا جماعت کے ساتھ مخصوص ہے۔ بلکہ شرافت

اور نیکی کی طرح یہ صرف قدرت کا فیض ہے جس کو چاہے بخش دے اور جس کو چاہے اس سے محروم کر دے قدرت کی کرشمہ سازی دیکھئے۔ انھیں پانچ چھ برسوں میں اس نے کس طرح اس حقیقت کو عملاً واضح اور نمایاں کر دیا ہے کہ ہندو اگر وطن دشمنی پر اُتر آئے تو وہ گوڈسے بن سکتا ہے اور اس کے برخلاف اگر مسلمان وطن دوستی اور قوم پروری پر آمادہ ہو جائے تو وہ رفیع احمد قدوائی ہو سکتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وطن دوستی اور قوم پروری کا معیار "مذہب" ہرگز قرار نہیں دیا جا سکتا۔

اسی طرح جن مسلمانوں کو بعض اوقات فرقہ پرستی کے تکلیف دہ مظاہر دیکھ کر دل شکستگی اور مایوسی ہوتی ہے۔ انھیں سمجھنا چاہیئے کہ دنیا میں قابلیت، عمل اور مخلصانہ خدمتِ انسانیت۔ یہ تین ایسے اوصاف و کمالات ہیں کہ ہر مخالفت اور دشمنی۔ ہر تعصب اور تنگ نظری پر آخر غالب اور فاتح ہو کر رہتے ہیں سونا اگر واقعی سونا ہے تو عقل کا اندھا کب تک اسے پیتل کہہ کر ٹھکرا سکتا ہے دنیا میں صرف اخلاقی طاقت ہی ایک ایسا حربہ ہے کہ جو دشمن تلوار سے فتح نہیں ہو سکتے ان کی گردنیں بھی اس طاقت کے سامنے خم ہو جاتی ہیں۔ رفیع احمد قدوائی اللہ تعالیٰ ان کو مغفرت و بخشش کی دولت و نعمت سے سرفراز فرمائے ان کی موت سے اگر ہندو اور مسلمان دونوں یہ سبق لے سکے تو کہا جا سکے گا کہ ان کی موت بھی ملک و قوم کی مضبوط و پائدار تعمیر و ترقی میں بڑا کام کر گئی اور واقعہ بھی یہی ہے کہ ایک بڑے انسان کی موت بھی اس کی زندگی کی طرح بے اثر و بے نتیجہ نہیں رہتی۔

سوانح قاسمی (جلد اول)

یعنی

سیرۃ سیدنا الامام الکبیر شمس الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم النانوتوی رح مؤلفہ حضرت مولانا السید مناظر احسن گیلانی عم فیوضہ قیمت

۴